ایک عظیم ساتھی جو ہم سے بچھڑ گیا

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالعزیز علوی شیخ الجامعہ

یہ جہاں آب وگل اور کارگاہ حیات درحقیقت امتحان گاہ یعنی کمرہ امتحان ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: **ھو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایّام وکان عرشه علی الماء لیبلوکم ایّکم احسن عملا (سورۃ ہود آیت ۷)**

''اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ وقفوں میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے بہترین عمل کس کے ہیں''۔

اور ان کی زندگی وقفہ امتحان ہے، زندگی گزارنے کا وقت جب پورا ہوجائے گا تو پھر امتحان کا وقفہ ختم ہوجائے گا اور حساب کا آغاز ہوجائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: **الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایّکم احسن عملا (سورۃ ملک آیت ۲)**

''(اللہ ہی وہ ذات ہے) جس نے زندگی اور موت کو اس مقصد کے لئے وجود بخشا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے بہترین عمل والا کون ہے''۔ اور احسن عمل ہے ایمان اور عمل صالح اختیار کرنا یعنی ایمان کے تقاضوں اور مطالبات کو پورا کرنا، فرمایا: **ان الذین آمنوا و عملو الصالحات انا لانضیع اجر من احسن عملا (کہف آیت ۳۰)**

''بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ایمان کے شایان شان عمل کئے، یقیناً ہم جن لوگوں نے احسن عمل کئے ان کا اجر ضائع نہیں کریں گے''۔

ایمان اور عمل صالح یہ ہے کہ اللہ کی ہدایت کتاب وسنت کے مطابق زندگی گزاری جائے، فرمایا: **قال اھبطا منھا جمیعا بعضکم لبعض عدو، فامایأتینکم منی ھدًی، فمن اتبع ھدای فلایضل ولایشقٰی، ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشرہ یوم القیامة اعمٰی (سورۃ طٰہ آیت ۱۲۲، ۱۲۳)**

''فرمایا: تم دونوں اکٹھے اس سے اتر جاؤ تمہارا بعض بعض کا دشمن ہے، پھر واقعی ہی اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت (رہنمائی) آئے تو جو میری ہدایت کے پیچھے چلا نہ وہ (راہِ راست سے) بھٹکے گا اور نہ ناکام و نامراد ہوگا (شقاوت کا شکار ہوگا) اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا (منہ پھیرا) تو بے شک اس کے لئے تنگ گزرانی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے''۔

اسی طرح زندگی کا ہر گوشہ اور شعبہ اور ہر حرکت و عمل پرچہ ہے، جوان کو حل کر رہا ہے ،فرشتے اس کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں اور ان کے جسم پر بھی وہ ثبت ہو رہا ہے اور ذہن بھی اس ریکارڈ کو محفوظ کئے ہوئے ہے۔

ان کے لئے بہترین طرز عمل جس میں کامیابی و کامرانی یقینی ہے وہ تعلیم و تعلم اور وعظ و تدریس ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: **خیر کم من تعلم القرآن وعلمه** (صحیح بخاری) ''تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا''۔

ہمارے ممدوح قاری محمد رمضان صاحب نے زندگی کے عنفوان شباب سے لے کر تادم حیات یہی فریضہ سرانجام دیا اور دنیا سے سرخرو آخرت کو سدھار گئے۔

جائے پیدائش:

چک صادر والی، ڈاکخانہ پسری سندھ مندہ پورہ، تحصیل گنگانگر ریاست بیکانیر، تھانہ چونہ بٹ انڈیا

تاریخ ولادت:

ماہ رمضان، 8 جولائی 1944ء، شب 10 بجے

باپ کا نام:

آپ کے باپ کا نام رحمت اللہ ہے جو مولانا عبداللہ گورداسپوری کی مسجد میں پچیس سال مسلسل پانچوں اذانیں اور تہجد کی اذان کہتے رہے اور بابا بانگاں کے نام سے معروف تھے ،آپ کے سات بھائی اور تین بہنیں ہیں، آپ کا سب سے چھوٹا بھائی بفضل الٰہی زندہ ہے اور آپ کا سب سے بڑا بھائی عبدالرحمٰن بھی بقید حیات ہے۔

ہجرت کرنے کے بعد آپ کا خاندان بورے والا کے قریب ایک گاؤں میں آیا اور

وہاں ایک دکان بنا کر اپنا سلسلہ روزگار شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد حالات کی ستم ظریفی کی بنا پر اس گاؤں کو چھوڑنا پڑا، کیونکہ ایک شادی کے سلسلہ میں تمام خاندان گاؤں سے باہر گیا ہوا تھا کہ گھر اور دکان کا سب سامان لوٹ لیا گیا۔ یہ خاندان ہر چیز سے محروم ہو کر خالی ہاتھ تو رہ گیا، اس شر سے اس خیر نے جنم لیا کہ آپ کا سارا خاندان وہاں سے بورے والا شہر میں آ گیا ایک بھائی مل میں کام کرنے لگے اور ایک نے کچھ دن چوکیدارہ بھی کیا پھر فوج میں بھرتی ہو گیا؟ اور آہستہ آہستہ غربت و تنگدستی کے یہ ایام گزر گئے' اور نسبتاً اچھا کاروبار شروع ہو گیا۔

بعد میں آپ کے والد محترم نے کھل بنولہ کا کام شروع کر لیا اور فرصت کے وقت وہ دکان پر بیٹھے قرآن کی تلاوت میں مشغول رہتے اور بیٹوں نے اپنا کاروبار شروع کر لیا

بھی ادھر ہی قرآن یاد کرتے تھے اور آپ کے چھوٹے بھائی محمد علی بھی ساتھ ہی قرآن یاد کرتے تھے۔

آپ نے سکول کی ابتدائی تعلیم بورے والا میں حاصل کی، ان کے خاندان پر دین داری کا غلبہ تھا۔ تقریباً سارے بڑے بھائی حافظ قرآن تھے اور بعض قاری بھی تھے۔

حفظ قرآن:

آپ نے بھی خاندانی روایت کی بنا پر مولانا عبداللہ گورداس پوری رحمہ اللہ کی مسجد میں 1960ء میں قرآن پاک یاد کرنا شروع کیا۔ ان دنوں محترم شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حسن رحمہ اللہ بھی ادھر ہی قرآن یاد کرتے تھے اور آپ کے چھوٹے بھائی قاری محمد علی حفظہ اللہ بھی ساتھ تھے۔

حفظ کے اساتذہ:

آپ نے حفظ کی تکمیل قاری انور علی اور قاری خدا بخش سے کی، اگرچہ بعض اور اساتذہ سے بھی پڑھا۔ قاری انور علی شیعہ سے اہل حدیث ہوئے تھے پھر وہ بورے والا سے جامعہ محمدیہ اوکاڑہ چلے گئے وہاں ایک کمرہ میں رہتے تھے اور وہی ان کی وفات ہوئی رحمہ اللہ رحمتہ واسعۃ

مدت حفظ:

آپ کو چونکہ پڑھائی کا بہت شوق وذوق رکھتے تھے اس لئے بہت محنت کرتے تھے اور اساتذہ کی نظر میں بہترین مقام رکھتے تھے، آپ نے حفظ کی تکمیل اڑھائی سال کی مدت میں کی۔

درس نظامی کا آغاز:

جب موصوف حفظ قرآن الکریم سے فارغ ہوئے تو ان کے بڑے بھائی عبدالجبار انہیں جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں داخل کروا آئے اور انہوں نے تمام تعلیم جامعہ محمدیہ سے حاصل کی چونکہ اللہ تعالیٰ نے حسن وجاہت کے ساتھ حسن صوت سے بھی نوازا تھا اس لئے حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف اوقات میں مختلف گھروں میں بچوں بچیوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن معاملہ کا گر سکھایا تھا، اس لئے ان کے تعلقات بہت وسیع تھے اور لوگ ان کے گرویدہ تھے۔

جس دور میں قاری صاحب رحمہ اللہ جامعہ محمدیہ میں پڑھتے تھے اس وقت مولانا معین الدین رحمہ اللہ مہتمم اور جامعہ کی مسجد کے خطیب تھے اور عموماً صبح کی نماز کے بعد درس قرآن ارشاد فرماتے اور طلبہ سے صیغے اور ترکیب پوچھتے تھے۔

اساتذہ کرام:

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمہ اللہ شیخ الحدیث تھے، مولانا عبدالعزیز طور جو میاں باقر رحمہ اللہ کے بھانجے اور داماد تھے، مولانا منیر احمد بن مولانا قدرت اللہ لکھوی رحمہما اللہ، حافظ محمد بن مولانا محی الدین رحمہ اللہ، مولانا ہدایت اللہ ندوی رحمہ اللہ، مولانا حافظ بشیر احمد بھوجیانی رحمہ اللہ، مولانا محمد جمعہ خان رحمہ اللہ، مولانا محمد اسحاق رحمہ اللہ اور قاری محمد نواز رحمہ اللہ۔ انور علی رحمہ اللہ جامعہ کے مدرس تھے۔

فراغت:

جامعہ محمدیہ سے وہ تقریباً 1967ء میں فارغ ہوئے، اس وقت میں بھی جامعہ کا طالب علم تھا اور وہ میرے ساتھ ایک ہی الماری میں تھے چونکہ ان کے والد رحمہ اللہ کی ابھی شادی میرے والد کی خالہ سے ہوئی تھی جس سے ایک بیٹا عبدالرحمان اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اس لئے وہ میرے ساتھ بہت محبت کرتے تھے چونکہ ہمارا کھانا پینا اکٹھا تھا اس لئے وہ ہمیشہ یہ کہتے تھے "کہ ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھے"۔ ہم نے صحیح بخاری، تفسیر بیضاوی، حجۃ اللہ، المسامرۃ، حسامی، مولانا فلاح رحمہ اللہ سے پڑھی تھیں۔ اس وقت آخری جماعت میں صرف دس بارہ طالب علم ہی تھے اور اس

وقت مجھے صرف قاری صاحب کے سوا مولانا عبدالسلام بھٹوی حفظہ اللہ ،مولانا سیف اللہ خالد رحمہ اللہ، مولانا عتیق اللہ جھنگوی اور مولانا عتیق الرحمٰن جو ضلع پاکپتن سے تعلق رکھتے تھے کے نام ذہن میں ہیں اور میرے خیال میں مولانا عبدالحمید حسرت رحمہ اللہ جو ضلع بھکر سے تعلق رکھتے تھے بھی ہمارے ساتھ تھے، پروفیسر عبداللہ کلیم اور پروفیسر عبدالجبار جو پرنسپل کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائر ہوئے ہیں وہ ہمارے ساتھ صحیح بخاری کے سبق میں شریک تھے اور حافظ عبدالوحید سوہدروی جو آج کل امریکہ میں وکالت کررہے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھی تھے۔

تدریس کا آغاز:

قاری صاحب نے فراغت کے بعد دو سال خانیوال حفظ قرآن کی تعلیم دی، اس وقت وہاں مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ کا درس تھا جو مولانا حافظ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ کے سسر تھے۔ انہوں نے علمائے اہلحدیث کے فتاویٰ جات کو اکٹھا کرنے کا کام شروع اوران کی وفات تک اس کی چودہ جلدیں جمع ہوکر شائع ہوگئی تھیں۔

تدریس میں انقطاع:

خانیوال سے سبکدوش ہوکر بورے والا واپس آگئے تھے اور کچھ عرصہ اپنے بھائی قاری عبدالحق کے ساتھ کریانہ کی دوکان پر کام کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو چونکہ یہ منظور تھا کہ وہ قرآن کی تعلیم دیں اس لیے کاروبار چھوڑ کر سعودیہ چلے گئے اور سعودی عرب میں تقریباً سوا سال رہے پھر واپس آگئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد جامعہ مسجد الفردوس لائل پور موجودہ فیصل آباد میں تشریف لے آئے۔ اور چار پانچ سال بعد جامعہ سلفیہ میں تشریف لے آئے لیکن خطابت کا سلسلہ مسجد الفردوس میں ہی قائم رہا اور لوگوں کا آپ کے ساتھ انتہائی عقیدت مندانہ محبت کا رشتہ استوار ہوگیا۔ اور آپ مسجد کے متولی خاندان کے ایک فرد فرید بن گئے اور وہ تمام خاندانی معاملات میں ان کو شریک رکھتے تقریباً تین نسلوں کے شادی بیاہ کے فرائض انہوں نے سرانجام دیئے اور رمضان میں تراویح بھی وہیں پڑھاتے اور قرآن مجید کا کچھ خلاصہ بھی بیان کرتے۔ اس خاندان کے بہت سے بچوں نے ان سے قرآن مجید حفظ کیا، اس لئے بعد میں اسی خاندان کا کوئی حافظ قرآن سناتا اور سامع آپ ہی ہوتے تھے۔ چونکہ وہاں بہت سی بچیوں اور بچوں نے آپ سے قرآن پاک پڑھا تھا اور وہ سب آپ کے

انتہائی قریب تھے اس لئے جامعہ سلفیہ میں آنے کے بعد بھی ان کا ان سے رابطہ تھا۔اس لئے قاری صاحب نے جامعہ میں آنے کے بعد شہر کے لوگوں سے اپنے تعلقات کو وسیع کیا اور وہاں جامعہ کے ہمہ وقتی ترجمان اور سفیر تھے اور جامعہ کے لئے چندہ فراہمی کی مہم میں سب اساتذہ اور انتظامیہ سے بڑھ کر پیش پیش تھے اور اس میں کسی قسم کی کاہلی کے روادار نہ تھے ،ہر دم ان پر جامعہ کے طلبہ کے لئے سہولیات اور بہترین خوراک مہیا کرنا کی دھن سوار رہتی اور یہ کام انہوں نے آخری دم تک کیا، حالانکہ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ان کے لئے چلنا پھرنا مشکل تھا۔بلکہ موٹر سائیکل چلانا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

شادی خانہ آبادی:

1968ء میں ان کی شادی ہوئی اور ان کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں اور ایک چھوٹے بچے کے سوا سب شادی شدہ اور برسر روزگار ہیں۔

حسن خاتمہ:

چونکہ انہوں نے ساری زندگی ایک حسین عمل میں گزاری اور ساتھیوں کے ساتھ ہمدردی خیر خواہی اور نصح لکل مسلم پر عمل پیرا تھے۔اس لئے ان کا خاتمہ بالخیر ہوا۔اس بات کا تو وہم وگمان بھی نہ تھا کہ وہ ابھی ہم سے بچھڑ جائیں گے،ان کا گھر میرے گھر سے متصل ہے اس لئے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ ہنسی خوشی اور کشادہ پیشانی سے ملتے ،عام طور پر جمعہ والے دن کوئی نہ کوئی بات پوچھنے کے لیے مجھے یاد فرماتے ،اس جمعہ بھی خوشی خوشی ملے اور ہفتہ کی رات محترم چوہدری یٰسین ظفر حفظہ اللہ کو عشاء کے بعد بلایا اور ان سے دیر تک اپنے شعبہ کے بارے میں گفتگو کرتے رہے، گھر جانے کے بعد اپنے بچوں سے باتیں کرتے کرتے سو گئے اور صبح صبح معمول کے مطابق گھر سے اپنے شعبہ میں جانے کے لئے نکل گئے،اس لئے جب گھر ان کی اچانک وفات کی خبر پہنچی تو گھر والوں کو یقین نہیں آ رہا تھا بہر حال ما قدر الله كان وہ اپنے معمولات سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ میں آ گئے اور وہیں اچانک وقت موعود آ پہنچا،وہ کمرے میں اکیلے ہی تھے چند منٹوں بعد ان کا ایک ساتھی کمرے میں آیا تو پتہ چلا کہ ان کی روح عالم جاوداں کے سفر پر روانہ ہو چکی ہے۔انا للہ و انا الیہ راجعون

وفات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہوئی 25 اگست 2015ء بروز منگل

☆......☆......☆